سالانہ قیمت تین روپیہ آٹھ آنہ (۳؍۸)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۸۹

پروفیسر محمد اسمٰعیل صاحب ایم اے
پادری غلام مسیح صاحب } ایڈیٹرز
میکلوڈ روڈ لاہور
پادری ڈبلیو جے کلارک صاحب
ایم۔ اے (ایمپرس روڈ۔ لاہور) مینیجر

نور افشاں

جملہ خط و کتابت و ترسیل زر بنام مینیجر صاحب ہونا چاہیے۔ مضامین و اشتہارات وغیرہ برائے اندراج بنام ایڈیٹرز ارسال فرما کر ممنون فرمائیں

حقیقی نور وہ تھا جو دنیا میں آ کے ہر ایک آدمی کو روشن کرتا ہے

جلد ۵۲ | ہفتہ وار بروز جمعہ لاہور سے شائع ہوتا ہے۔ ۲۷ مارچ ۱۹۲۵ء | نمبر ۱۳

غزل

از قلم مولینا نصیر الدین صاحب نصیر کرنالوی

محروم زدستِ دلِ آوارۂ خویشم — آفت زدۂ گردشِ سیارۂ خویشم
از دیدۂ زارم چمن داغ شگفت است — سرسبز بہ سیرابئ فوارۂ خویشم
چو مرگ علاجِ غمِ الفت نتواں یافت — بیہودہ دواں در طلبِ چارۂ خویشم
از دشتِ فنا عمرِ رواں بدر آرد — ممنونِ سبک سیرئ طیارۂ خویشم
من قالبِ بیجانم و تو روحِ روانی — مستور شو طالبِ نظارۂ خویشم
از طولِ شبِ ہجر تو جانم بلب آمد — للّٰلہ نما جلوۂ رخسارۂ خویشم
شد محوز قلبم غمِ عیارئ دوراں — تا بسملِ تیغِ بتِ عیارۂ خویشم
از کردۂ خود مے نکشوم طعنۂ اغیار — در بزمِ جہاں موجبِ بیچارۂ خویشم

مرد است نصیر جگر افگار کہ میگفت
سودا زدۂ دامنِ صد پارۂ خویشم

ولائتی اسلام کی حقیقت

گذشتہ سے پیوستہ

لندن میں انگریزوں کے خلاف خفیہ سوسائٹی

. . . . ہمیں ملکی معاملات میں دخل نہیں دینا چاہیے . . . . میں اس پر زیادہ روشنی ڈالنے کی خاطر اور مشکلات سے بچاؤ کی ایک مثال دینے کے لئے ایک واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ گذرا ہے۔ (یعنی عین قبل از جنگ یورپ۔ خان) مجھ سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ میں ایک ایسی انجمن کا وائس پریذیڈنٹ ہونا منظور کروں۔ جو ایک خاص اسلامی سلطنت کی حمایت کے لئے قائم کی گئی تھی۔ اور تھوڑا ہی عرصہ بعد یا اُسی وقت کے قریب مجھ سے یہ بھی درخواست کی گئی کہ میں ایک اور انجمن میں شامل ہو جاؤں جو اس ملک کے ساتھ ہمدردی کرنے کے لئے بنائی گئی تھی . . . . میرا اشارہ ٹرکی کی طرف ہے۔ یہ نہایت ہی افسوس کی بات ہے کہ ٹرکی بہت عرصہ تک ایک برائے نام عیسائی ملک کی باتوں پر کان دھرتی رہی ہے جن کی اغراض کسی صورت سے اپنے اندر خلوص نہیں رکھتیں۔ اب ہم دیکھتے ہیں کہ اس طریق سے کس قدر ٹرکی کو یورپ بلکہ ایشیا میں نقصان پہنچنے کا خطرہ ہے۔ ہم . . . نوجوان ترکوں کی ناعاقبت اندیشانہ تحریک سے ہمدردی نہیں رکھتے۔ نہ ہی جرمنی سے مکاشد اور جبل کو اچھا سمجھتے ہیں . . . . پس ان ٹرکش سوسائٹیوں میں شامل ہونے سے انکار کر کے اب میں کلیتہً آزاد ہوں۔ اگر میں ان میں شامل ہو گیا تو میری پوزیشن اس وقت بڑی مشکلات کی ہوتی . . . . پس ہم ملکی مباحث اور ملکی جھگڑوں سے الگ رہیں۔

اسلام مغربی قوانین کا حامی

ایک مشرقی رواج ایسا ہے جسے اکثر سب باتوں سے بڑھا کر سامنے کر دیا جاتا ہے . . . . میرا اشارہ تعدد ازدواج کی طرف ہے۔ یہ تو ایک واقع ہے کہ بہت تھوڑے مسلمان ہیں جن کے گھروں میں ایک سے زیادہ بیویاں ہوں۔ اور اس ملک (انگلستان) میں کسی کو یہ خطرہ نہیں ہونا چاہیے کہ اسلام کے اس ملک کا ایک مسلم مذہب ہو جانے سے ایک مغربی قوم کے قوانین بدل جائینگے۔ میرا ارادہ اس بات پر بحث کرنے کا نہیں کہ تعدد ازدواج کا مسئلہ بعض حالات میں

مفید ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگرچہ یہ آسانی سے معلوم ہو سکتا ہے کہ اس کے مروج ہو جانے سے اس ملک میں بعض قسم کی تکالیف اور مشکلات بہت زیادہ پیدا ہو سکتی ہیں۔

تعدد ازدواج اسلامی نہیں تعدد ازدواج کے مسئلہ کو جس پر مشرقی ممالک میں بہت قدیم ایام سے عمل ہو رہا ہے۔ بعض غرم و احتیاط سے کام نہ لینے والے جوشیلے جن کا کام اسلام کو بدنام کرنا ہے اسلامی رواج کر دیتے ہیں۔ مگر ہم جانتے ہیں کہ یہ سچ نہیں۔ . . . . حضرت محمد نے ایک انقلاب عظیم ترقی کی طرف پیدا کر دیا۔ آپ نے موجودہ رواج تعدد ازدواج میں یوں اصلاح کی کہ ان عورتوں کی تعداد کی جو ایک مرد اپنے نکاح میں لاسکتا ہے حد بندی کر دی . . . یہ امید نہیں کی جاسکتی تھی کہ ایک قدیم الایام مشرقی رواج فی الفور موقوف کر دیا جائے۔ مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ ایک بڑی بھاری اصلاح کر دی گئی۔

شراب اور یورپی نومسلم اعتدال سے شراب نوشی ایک عام رواج اس ملک کا ہے۔ ان حالات میں ایک یکلخت انقلاب (یعنی کامل پرہیزگاری - خان) کی توقع کرنا ایک بہت بڑی توقع ہے . . . بہرحال یہ خلاف مصلحت ہوگا کہ آغاز میں ہی بہت سے سخت قواعد کی پابندی کرائی جائے۔ اگر ہم اس وقت چھوٹے چھوٹے امور پر زور دیں تو ہم پر مراسم پرستی کا الزام لگیگا۔

ولایتی نماز ایک مصروف زندگی والے شہری کے لئے یہ ناممکن ہے کہ وہ پنجوقتہ اسلامی طریق پر مقررہ اوقات میں نماز ادا کر سکے۔ یہ لوگ تو سجود و رکوع کے لئے وقت بھی نہیں پاسکتے۔ اگرچہ وہ مقدس پیغمبر کے کامل پیرو ہوں جہاں وہ چپکے ہی چپکے دل میں دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے روح القدس نازل ہو کر

تمام حالات کے اندر اس کی ہدایت کرے اور اس کے دل پر اس کا کامل تسلط ہو . . . . ہمیں اپنی ساری کوشش اس بات پر صرف کر دینی چاہیے کہ بنیادی اصول ایک محکم بنیاد پر قائم کر دیئے جائیں اور اس الہامی مذہب کی خوبصورتی و سادگی پر توقع رکھنی چاہیے۔ کہ وہ خود بخود ہمارے مردوں اور خواتین کو آہستہ آہستہ اپنے ذہنی فوائد کی طرف کھینچ لیگی۔

خیال مسلم اگر ہر ایک شخص جو برٹش امپائر کے ماتحت ہے صحیح معنی میں مسلم ہو جائے۔ یعنی ظاہر میں بھی اور دل سے بھی۔ بے شک یہ ایک کامل درجہ کی خیالی تصویر ہے جو انسان کے ذہن میں آسکتی ہے تو حکومت کا کام نہایت آسان ہو جائیگا . . . . مذہب میں جیسے کہ حضرت موسے۔ عیسے یا محمد نے سکھایا ایک سادگی پائی جاتی ہے۔ مگر بعد میں جو لوگ آئے انہوں نے خدا کی پاک وحی پر کچھ مزید کرنے کی کوشش میں مذہب کو بھول بھلیاں بنا دیا . . . آخر میں زور سے اس امر کی سفارش کرتا ہوں کہ ہمیں پہلے مذہب کے اصل اصول کو پیش کرنا چاہیے۔ قبل اس کے کہ ہم تفصیل امور کو چھوئیں۔ وغیرہ۔" لارڈ ہیڈلے (عنوان ہمارے ہیں - خان)

مندرجہ بالا حوالہ سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ لارڈ ہیڈلے کو کسی سوسائٹی میں جو ترکوں کی حمایت میں لنڈن میں قائم کی گئی تھی۔ عین جنگ یورپ کے آغاز میں نائب صدر بنانا چاہا۔ خدا جانے اندرونی حالات کیا تھے۔ اور کون شخص نومسلموں کو ترکوں کی حمایت اور انگریزوں کی مخالفت میں تیار کر رہا تھا۔ مگر انگریز اتنے بیوقوف نہیں ہیں کہ وہ مشرقی لوگوں کے داؤ میں آجائیں۔ لارڈ صاحب نے اس سیاسی مشکل میں الجھنے سے صاف انکار کر دیا۔ اس کے بعد جو ایمان آپ کا اعلان قبول اسلام سے پہلے تھا

وہ تقریر بالا سے ظاہر ہو گیا اور نماز تعدد ازدواج شریعت وغیرہ کے متعلق جو اعتقاد آپ کی سوسائٹی کا تھا وہ بھی آپ نے بیان کر دیا۔

اس پر ایڈیٹر اشاعت اسلام

چوکنا ہو گیا اور بھانپ گیا کہ ہندوستان کے مسلمان اس ولایتی اسلام سے بیزار ہو جائینگے۔ وہ طرح طرح کی تاویلوں کے سنہرے روپہلے غلافوں میں لپیٹنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے کہ

"اس تقریر کو پڑھتے وقت ہمارے مسلمان بھائیوں کو اس بات کو نہیں بھولنا چاہیے کہ واقعی جن لوگوں کو اشاعت اسلام سے واسطہ پڑتا ہے۔ وہی اس کی مشکلات کو سمجھ سکتے ہیں۔ خود ہمارے نبی کریم کی تبلیغ کس قدر تدریجی تھی۔ ابتداء میں آپ کا وعظ صرف لا الہ الا اللہ ہی تھا۔ معاذ ابن جبل کو اہل یمن میں تبلیغ کے لئے آپ نے کیا ہدایات دیں کہ پہلے لا الہ الا اللہ سکھاؤ پھر دین کے دوسرے امور . . . اس تقریر سے بعض لوگوں نے یہ معنی نکال کر اخبارات میں شائع کیا ہے کہ لارڈ ہیڈلے نے اپنی تقریر میں

نماز کا نہ پڑھنا اور تھوڑی شراب کا پینا جائز

کر دیا ہے۔ اس سے تو یہ نتیجہ ہوا کہ وہ مسلمان ہی نہیں۔ اور دوسرے قدم میں پھر اس نتیجہ پر پہنچ جانا ضروری ہے۔ کہ مسلمان کہنا تجویز ہی فضول ہے . . . . . لارڈ ہیڈلے نے یہ کہہ دیا ہے کہ انگریزی قوم کی مصروفیتیں اس قسم کی ہیں کہ ان کو نماز پڑھنے کے لئے بھی وقت **دعا کیا ہے** نہیں ملیگا تو ایسی صورت میں وہ خاموشی سے دعا کر لیں۔ اس کا منشا بھی یہی ہے کہ اگر تم پہلے اس بات کو پیش کرو گے کہ پانچ وقت کی نماز معین اوقات مقررہ پر ادا کرنا ہی اسلام کا اصل الاصول ہے تو خواہ مخواہ لوگوں کی قبولیت اسلام کی راہ میں

نورافشان

مطبوعہ ۲۷ مارچ ۱۹۲۵ء

مخزن پرہیزگار

شراب کا موروثی اثر بچوں کے دماغ پر

۱۹۰۱ء میں نیوارک کے ڈاکٹر مکنیکل صاحب نے اس امر پر تحقیقات کرنی شروع کی کیا بچوں کی دماغی قوت پر موروثی اعتبار سے شراب پینے کا کیا اثر ہوتا ہے۔ لہٰذا ۵۵۰۰ سے زائد طفلان مکتبی کا امتحان کیا گیا۔ اس کا نتیجہ ۱۹۰۵ء ماہ اگست کی طبی پرہیزگاری کی نظرثانی میں تفصیل درج ہے۔ جن طلبہ کی جانچ کی گئی۔ ان میں سے ۴۲ فیصدی کی قوت دماغ اوسط درجہ پر تھی اور ۵۸ فیصدی کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱۷ فیصدی اکثر اوقات کند ذہن نکلے۔

۲۵ فیصدی محض ناقص العقل۔

۱۶ فیصدی ناقص

۲۰۰۰ والدین میں سے حسب تحقیقات یہ دریافت ہوا کہ عادی میخوروں کے بچے ۵۳ فیصدی اور پرہیزگار والدین کی اولاد ۱۰ فیصدی کند ذہن پیدا ہوئی۔

بعد ازاں محققوں نے جو صاحب خرد تھے ۴۰۰ خاندانوں کی تواریخی تحقیقات کی اور معلوم ہوا کہ پرہیزگار آباء و اجداد کی اولاد ۴ فی صدی کند ذہن پائی گئی۔ برعکس اس کے پرہیزگار والدین ہوتے ہوئے بدپرہیز دادوں کی اولاد ۸۰ فیصدی ناقص العقل پیدا ہوئی۔

متقی بزرگوں کی اولاد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ پرہیزگار کی اولاد ۹۶ فیصدی قابل اور لائق نکلی اور صرف ۴ فیصدی کند ذہن ملے اور ۱۰ فیصدی اعضائے رئیسہ کی بیماری میں مبتلا ہوئے۔

ہندوستان میں تحریک پرہیزگاری

ہند کے مختلف مقامات میں تحریک پرہیزگاری کی نسبت ترقی کے نشانات نمایاں ہیں۔ بتاریخ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء کو آسام کونسل کے اجلاس میں یہ خیال پیش ہوا کہ وہی تدبیر عمل میں لائی جائے جیسے اسکاٹلینڈ کی پرہیزگاری کے متعلق ایکٹ جاری ہے۔ چنانچہ منتخب کمیٹی کو اس کا حوالہ دیتے ہوئے یہ بل پیش ہوا کہ لوکل آپشن جاری ہونے کی کوشش کی جائے۔ لہٰذا گورنمنٹ نے اس کی مخالفت میں یہ کہا کہ اس کا عملدرآمد نہیں ہو سکتا۔ مگر یہ بات یاد رہے کہ گورنمنٹ کو اصول پر اعتراض نہیں جو بل میں مذکور ہے۔ لہٰذا آسام میں لوکل آپشن کی ابتدا جلد ہونے کی امید کی جاتی ہے۔ ووٹ لئے جانے پر کثرت رائے موافق ہوئی۔ یعنے ۳۰ ووٹ تائید میں ہوئے اور صرف ۱۰ مخالفت میں۔ لوکل آپشن کا کونسل میں منظور ہو جانا ہمت افزائی کا باعث ہے

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

ہمیں عین خوشی کا موقع ہے کہ ہوڑ کی میونسپلٹی کے ایک جلسہ میں جو ستمبر ۱۹۲۴ء کو منعقد ہوا اس میں کمشنر صاحبان کی یہ رائے قرار پائی کہ شہر کی تندرستی کو مد نظر رکھ کر گورنمنٹ سے درخواست کی جائے کہ میونسپلٹی کے حدود کے اندر بادہ فروشی کی دکانیں مٹا دی جائیں اور نیز یہ کہ اس کا تدارک جلد ہونا لازمی ہے امید ہے کہ اس کا شتاب انصرام کیا جائیگا

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

مسٹر شنبھو پرشاد سکسینہ خبر دیتے ہیں کہ گونڈہ (اودھ) انجمن پرہیزگار اپنا کام برابر کر رہی ہے اور وقتاً فوقتاً اپنے خیال اور رائے اس ضلع کی ابکاری کمیٹی کو ارسال کرتی ہے۔ ۴ ستمبر گذشتہ کو ایم۔ ای چرچ گونڈہ میں ایک جلسہ کیا گیا۔ جس میں عام دعوت تھی۔ مسٹر ایس۔ ایچ۔ ٹامسن ڈپٹی کمشنر صاحب کرسی نشین ہوئے۔ مس میری۔ جے بجیل نے جو مشہور امریکن لکچرر ہیں پرہیزگاری اور مسئلہ امتناعی پر حاضرین کے روبرو درس دیا جو ایک گھنٹہ تک ہوتا رہا۔ اور وہ نہایت دلچسپ اور مؤثر تھا اس جلسہ میں ۲۰۰ اشخاص حاضر تھے۔ جن میں مشن کے کارگذار۔ ہائی سکول کے ماسٹر صاحبان اور طلباء اور رؤسائے شہر تشریف فرما تھے۔

کئی صاحبان کے نام بطور ممبر کے درج کئے گئے۔ اختتام جلسہ پر میر مجلس کا اور نیز لکچرر کا شکریہ ادا کیا گیا۔ بابو بندیشری پرشاد ایم۔ ایل سی وکیل انجمن پرہیزگاری کے پریزیڈنٹ منتخب ہوئے۔

✤ ✤ ✤ ✤ ✤ ✤

گوبائی میں پرہیزگاری کے متعلق ایک جلسہ گورنمنٹ اسکول میں منعقد ہوا جس میں تقریباً ۱۰۰ طلبہ حاضر ہوئے لڑکوں کی صورت سے شوق نمایاں تھا اور ان کے بشرے سے یہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ ان کو اس امر میں خاص دلچسپی ہے۔ ہم امید کرتے ہیں کہ وہ باہم ایک پرہیزگار جماعت بنا لینگے۔

بعد ازاں اسی شام کو قریب ۵۰ آدمی حاضر ہوئے۔ بعد اختتام جلسہ ۲۵ آدمیوں نے اقرار نامے پر دستخط کئے اور ایک پرہیزگار انجمن قائم کی گئی اور نیز چندہ لیا گیا تاکہ اقرار نامہ وغیرہ کے چھاپنے میں جو مصارف ہوں وہ بقدر ضرورت خرچ کئے جائیں

✤ ✤ ✤ ✤ ✤

ماتھر سبھا آگرہ مارچ ۱۹۲۴ء میں قائم ہوئی ہے۔ اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ اپنی جماعت کی دماغی اور تمدنی حالت کو ترقی دے۔ ہم بابو نرائن پرشاد

سکرٹری کا شکریہ ادا کرتے ہیں جو اب تک متواتر کامیابی کے ساتھ انجمن کو رونق دیتے رہے ہیں اس سبھا کے ۸۰ ممبر باقاعدہ رجسٹر ہیں۔ اس انجمن میں بہت سے ریزولیوشن پیش ہو کر منظور ہو چکے ہیں جن میں سب سے اول یہ تھا کہ دعوت میں بادہ نوشی کے متعلق تفریحات وغیرہ قطعی موقوف کی جائے خوشی کا مقام ہے کہ سبھا پرہیزگاری کے متعلق بہت کچھ کر رہی ہے۔

میلہ بسنت پنچمی کپورتھلہ اور موضع لکھن کلاں میں ایک مسیحی جلسہ

یہ میلہ سری حضور انور مہاراجہ صاحب بہادر کپورتھلہ نے برائے تفریح طبع اہل شہر و معزز اہلکاران زیر نگرانی میونسپل کمیٹی کپورتھلہ ہر سال موقعہ بسنت پنچمی شالامار باغ کپورتھلہ میں ہوا کرتا ہے۔ منجانب کمیٹی ہر مذہب وملت کے واسطے علیحدہ علیحدہ شامیانہ معہ فرش و فروش انتظام ہوا کرتا ہے جس میں تمام مذاہب کو دعوت دی جاتی ہے۔ گذشتہ سالوں کی طرح امسال بھی ۲۹ جنوری ۱۹۲۵ء کو تقریب میلہ بسنت پنچمی جناب پادری گولکناتھ صاحب مشنری جالندھر معہ صاحبزادہ خود مسٹر اندر صاحب ماسٹر رام سروپ ماسٹر یوحنا۔ مسٹر سیموایل انسپکٹر دیہاتی مسیحی مدارس مسٹر ارتھر گھوس اور بابو فقیر مسیح معہ ایک بھجن منڈلی کے جس میں قریباً ۱۵-۱۶ اشخاص تھے تشریف لائے اور ایک جماعت مسیحیان موضع لکھن کلاں قریباً ۴۰-۵۰ کس کے جو گاؤں سے ڈھولک کے ساتھ گاتے ہوئے آ رہے تھے اُن کے ساتھ شامل ہو گئے۔ یہ تمام صاحبان مکان پادری بوٹا سنگھ سرکل سپرنٹنڈنٹ سے بزیر نگرانی مسٹر ایم۔ این ہوز صاحب وکیل کپورتھلہ نگر کیرتن اور منادی کرتے ہوئے بوقت ۳ بجے شالامار باغ شامیانہ مسیحی میں پہنچ گئے۔ جناب پادری گولک ناتھ صاحب صدر کی اجازت سے ہر دو منڈلی ہائے نے غبہ بھجن طبلہ اور ہارمونیم کے ساتھ گانے شروع کئے۔ جنکی مسیحی روحانی غزلوں اور بھجنوں نے تمام میلہ کے لوگوں کو اپنی طرف راغب کر لیا۔ ایک گھنٹہ تک گانا بجانا ہوتا رہا۔ اس کے بعد باری باری بہ تفصیل ذیل پہلے ماسٹر رام سروپ۔ مسٹر سیموایل۔ مسٹر ارتھر گھوس اور خادم نے منادی کی جس میں خداوند یسوع مسیح کو پیش کیا۔ پھر مسٹر ایم۔ این ہوز صاحب نے ایک نہایت عمدہ لکچر دیا سب کے بعد جناب پادری گولک ناتھ صاحب نے ایک پُر تاثیر مسیحی صداقت بیان فرمائی۔ تمام حاضرین میلہ خاموشی اور اطمینان سے بخوشی تمام سنتے رہے اس میں لطف یہ ہے کہ جو شخص ایک بار مسیحی شامیانہ کے نیچے آ جاتا تھا پھر تا اختتام جلسہ وہاں سے واپس نہیں جاتا تھا۔ قریب شام یہ جلسہ منادی ختم ہوا جس طرح کہ آتے وقت زیر نگرانی مسٹر ہوز صاحب تمام شہر کے بازاروں میں گاتے ہوئے گئے تھے اُسی طرح واپس آتے وقت بھی شہر کے تمام بازاروں میں گاتے ہوئے مکان سرکل سپرنٹنڈنٹ پر پہنچے۔ کچھ دیر سب نے مل کے خوب شبد اور بھجن گائے۔ چونکہ اندھیرا ہونا شروع ہو گیا تھا مجبوراً موضع لکھن کلاں والی بھجن منڈلی کو رخصت دی اور چند اشخاص چھاؤنی والی بھجن منڈلی کے بھی رخصت ہو گئے۔ باقی ماندہ تمام صاحبان کی ضیافت سرکل سپرنٹنڈنٹ نے کی۔ بعد تناول ماحضر مسٹر اندر صاحب۔ ماسٹر رام سروپ۔ ماسٹر یوحنا۔ مسٹر سیموایل مسٹر ارتھر گھوس برائے شب باشی مکان مسٹر ایم این ہوز صاحب کے تشریف لے گئے۔ جہاں پر رات بھر گانے بجانے خداوند کی حمد و ثنا کرتے رہے جنکہ رات بھر میں کئی دفعہ مسٹر ہوز صاحب نے چاء اور مٹھائی سے تواضع کی صبح کی چاء اور بڑی حاضری کھلانے کے بعد مسٹر ہوز صاحب نے رخصت دی۔

چونکہ اجلاس سشن کلیسیا کپورتھلہ کا ہونیوالا تھا۔ اس لئے جناب پادری گولک ناتھ صاحب کو کپورتھلہ میں تشریف رکھنے کا اتفاق ہوا۔ اس اثنا میں تین چار جگہ سے ضیافتیں پادری صاحب کو ہوئیں جنکو جناب نے بخوشی تمام منظور کر لیا۔ پہلی ضیافت جناب گیانی ٹھاکر گمبیر سنگھ صاحب ڈاکٹر و سمتہ وتی پرنسپل ہومیوپیتھک کالج کپورتھلہ نے کی جہاں پر دلشنو بھوجن بڑے تپاک اور پریم سے کھلایا دوسری مسٹر ایم۔ این ہوز صاحب وکیل کپورتھلہ نے پُر تکلف و لذیذ کھانوں سے کی تیسری سردار بخشن سنگھ اوورسیر جگجیت ڈائری جو پسر سرکل سپرنٹنڈنٹ ہے معہ گیانی صاحب و ڈاکٹر صاحب مسٹر ہوز و مسز ہوز صاحبہ کے جس نے اپنی حیثیت سے بڑھکر ضیافت کی۔

۳۰ تاریخ جنوری ۱۹۲۵ء بوقت ۴ بجے شام مسٹر مترا صاحب سکرٹری سروپ چند منسٹر صاحب کے مکان پر اجلاس سشن کلیسیا کپورتھلہ کا ہوا۔ اور بخدمت سشن خادم بوٹا سنگھ نے درخواست پیش کی کہ موضع لکھن کلاں میں چند اشخاص تیار ہیں جنکو کلیسیا کپورتھلہ میں شامل کیا جاوے۔ یہ درخواست منظور ہو کر قرار پایا کہ یکم فروری ۱۹۲۵ء بروز اتوار موضع لکھن کلاں میں اجلاس سشن کلیسیا کپورتھلہ کا ہوا اور عبادت گرجا گھر کا بھی وہاں پر ہو۔ جلسہ سشن ختم ہونے کے بعد مسز مترا صاحبہ نے تمام سشن و دیگر مہمانوں کو چاء و مٹھائی سے خاطر تواضع کی جس کے لئے سب صاحبان نے مسز مترا صاحبہ پرنسپل گرل سکول کپورتھلہ کا شکریہ ادا کیا اور خوشی خوشی رخصت ہو کر کارروائی سشن ختم کر کے مکان خادم یعنے سرکل سپرنٹنڈنٹ کے تشریف

لائے۔ ۳۱ جنوری ۱۹۲۵ء کا دن دعوتوں اور ضیافتوں میں ختم ہوا۔ یکم فروری ۱۹۲۵ء بروز اتوار جناب پادری گورکھ ناتھ صاحب اور مسٹر مترا صاحب سکتر چیف منسٹر کپورتھلہ مسٹر ایم۔ این ہوز صاحب وکیل معہ میم صاحبہ خادم اور مسٹر بیوایل بہ سواری ٹمٹم و سائیکل موضع لکھن کلاں کو قریب ۱۱ بجے روانہ ہوئے۔ جب گاؤں کے قریب پہنچے تو ۴۰۔۵۰ مسیحی برائے استقبال موجود تھے۔ جنہوں نے خوش آمدید کے نعرے اور جے جے کار بلند آواز سے پکارتے رہے اور دو گولے آتشبازی کے چھوڑے اور جس وقت موقع جلسہ پر پہنچے تو ایک عجیب دلفریب منظر نظر آیا۔ قریباً تین چار گاؤں کے مسیحی معہ پادری سندر سنگھ صاحب مسٹر گنگا رام اور دیگر مناد جنکو گاؤں والوں نے بُلایا ہوا تھا دروازہ جلسہ پر خوش آمدید پکارتے ہوئے استقبال کے واسطے باہر ایستادہ تھے۔ ایک دوسرے سے ملاقات کی۔ دوران جلسہ جھنڈیوں اور سبز پتوں سے آراستہ کیا ہوا تھا اور خوب فرش فروش بھی لگایا ہوا تھا۔ پہلے جناب پادری گورکھ ناتھ صاحب کو بحیثیت موڈریٹر صدر کرسی نشیں کیا۔ پھر جناب مترا صاحب اور مسٹر ہوز صاحب ایلڈران کو ان کے وسپادر کرسی نشیں کیا۔ ان کے بعد تمام مہمانان کو باعزت و باترتیب بٹھایا۔ پھر بھجن منڈلی مسیحیاں نے گیت و بھجن طبلہ اور ہارمونیم کے ہمراہ بڑے پرجوش سے گانے شروع کئے۔ جو پون گھنٹہ تک گاتے بجاتے رہے۔ گیت و بھجن گانے کے بعد حسب الحکم جناب صدر نشیں پہلے پادری سندر سنگھ صاحب نے پہلے قرنتی پانچ باب در کلام اللہ پڑھا ان کے بعد پادری بڈھا سنگھ نے دعا مانگی پھر مسٹر ایم این۔ ہوز صاحب نے لوقا ۲: ۳۱ پر وعظ سُنایا جو نہایت پُرتاثیر تھا۔ پھر چندہ لیا گیا اور جماعت کو کھانا کھانے کی رخصت دی گئی۔ جب تک جماعت کھانے میں مصروف تھی تب تک سشن کا اجلاس ہوتا رہا جس میں ۱۰ کس بذریعہ امتحان اور ایک بذریعہ سارٹیفکیٹ شامل کلیسیا کپورتھلہ کئے گئے سب جماعت نے چوہدری شیرا و چوہدری لبھو کو برائے الڈرشپ پیش کیا جسکا تمام جماعت نے ایک سال کے واسطے الڈر رہنا منظور و قبول کیا۔ سشن نے اپنا کام کر کے اجلاس برخواست کیا اور جنکو لالہ کالو رام صاحب آنریری مجسٹریٹ و رئیس اعظم لکھن کلاں نے اپنی کوٹھی پر مدعو کیا ہوا تھا کوٹھی لالہ صاحب موصوف پر تشریف لے گئے۔ وہاں پر از جانب لالہ صاحب چائے مٹھائی۔ انڈے۔ سنگترے وغیرہ سے خوب عمدہ طرح سے خاطر تواضع کی گئی۔ اس اثناء میں خادم بڈھا سنگھ سرکل سپرنٹنڈنٹ نے بخدمت لالہ کالو رام صاحب التماس کیا کہ جناب اپنی غریب رعایا کو برائے عبادت گرجا کوئی ٹکڑا اراضی عنایت فرمائیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔ جناب لالہ صاحب موصوف نے زبان مبارک سے فرمایا کہ جو ٹکڑا اراضی آپ سب صاحبان اور مسیحیان لکھن کلاں پسند فرمائیں وہی ٹکڑا اراضی ہم نے دیدیا۔ زمین کی کیا حقیقت ہے۔ اگر پیشر کے واسطے میری جان طلب کرو تو وہ بھی حاضر ہے۔ تمام حاضرین نے لالہ صاحب کا شکریہ بلند آواز سے ادا کیا اور خداوند مسیح کے جیکارے بولائے اور سوائے اراضی کے مبلغ صہ کا نوٹ لالہ صاحب نے برائے ملازمان صاحبان سشن کے دیا جس کو صاحبان سشن نے چندہ گرجا میں ڈالدیا۔ جناب پادری صاحب گورکھ ناتھ معہ دیگر صاحبان لالہ صاحب سے رخصت ہو کر بمعہ لالہ صاحب جلسہ کی جگہ واپس آئے۔ وہاں پر حمد و تعریف کے گیت کو گائے ہی جا رہے تھے۔ جناب پادری گورکھ ناتھ صاحب نے تمام حاضرین جلسہ کو جس میں اہل اسلام اور غیر قوم بھی موجود تھے۔ بیان فرمایا کہ ہمارے انجیلی الہام کا موضوع خداوند یسوع مسیح کی شخصیت ہے۔ جسکو نصف گھنٹہ تک وضاحت و فصاحت سے جو پرتاثیر تھا بیان فرماتے رہے۔ سب حاضرین خاموشی اور اطمینان اور غور و خوض سے سنتے رہے۔

خداوند اپنے کلام پر برکت بخشے تاکہ سو گنا ساٹھ گنا تیس گنا پھل لاوے۔ اُن کے بعد باجازت صدر صاحب مسٹر ایم۔ این ہوز صاحب وکیل کپورتھلہ نے روئیداد کارروائی جلسہ بھولڑیوال کا ہم بیان فرمائی جو قابل توجہ دیہاتی مسیحیوں کے تھی اور شکریہ کے ساتھ میلان اراضی بخشش شدہ لالہ کالو رام صاحب کا کیا۔ جس کو شکر تمام حاضرین جلسہ نے کھڑے ہو کر لالہ صاحب موصوف کا شکریہ معہ سہ بار ہُرّے کے کیا۔ جناب پادری گورکھ ناتھ صاحب نے برکت دیکر تمام جلسہ کو رخصت دی اور حسب درخواست ہُوا جس قدر مہمان دور دراز گاؤں سے آئے ہوئے تھے اُن کو گاؤں کے مسیحیوں نے شب باشی کے لئے بستر اور کھانا دیا۔ جو اگلی صبح رخصت ہوئے۔ ناظرین اخبار ہذا سے التماس ہے کہ ان جلسوں کو اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہیں

خادم۔ بڈھا سنگھ کپورتھلہ۔

شنیدہ کے بود مانند دیدہ

۲۴ جنوری تا یکم جنوری

نارووال خاص اور علاقہ میں گذشتہ ہفتہ بھر خاص عبادت اور وعظ ہوئے اور اس ساری کوشش کا اصل مقصد یہ تھا کہ ہم اپنی خستہ حالی کو محسوس کریں اور منجی عالم پیارے محبوب خداوند یسوع کو اپنے دل کا دروازہ کھولیں۔ کئی ایک بزرگ اس خدمت کے لئے بُلائے گئے اور ہر ایک نے اپنی مسیحی زندگی کے تجربہ کو بیان کیا۔

مستورات کی تعلیم و نصیحت کے مس مارشل صاحبہ مس گنگ صاحبہ اور مسز سنی صاحبہ تشریف لائیں اور نہایت عمدہ کام کیا۔

پادری پیٹرسن صاحب نے تین دفعہ نصیحت کی اور ہر بار جماعت کا ہر شخص اپنی شخصی کمزوریوں کا نقشہ دیکھتا تھا۔ آپ کا طریقہ و طرز نصیحت آپ ہی پر موقوف ہے۔ بچوں کو نہایت سادہ و آسان نظر آتا ہے۔ اور عمدہ رسیدہ اشخاص کو حکمت روحانی بینائی سے منور نظر آتا ہے۔

پادری کلیمنٹ صاحب مشنری امریکن مشن ہڈرکی نے ٹھیٹھ پنجابی میں یریحو کے اندھے برتمائی کا ذکر کیا۔ تلفظ ترجمان کرتا تھا۔ لیکن مضمون اس سے کہیں زیادہ دل اور گردوں کو شکستہ کرتا تھا۔ حاضرین میں سے کوئی ایسا نہ تھا جس سے وہ مجموعی طور پر فرداً فرداً گفتگو نہ کرتے تھے۔ آپ نے بتایا کہ خداوند یسوع ہم سے پوچھتا ہے کہ تم کیا چاہتے ہو کہ میں تمہارے لئے کروں۔ وہ تو فیاض ہے دینے کو تیار ہے۔ لیکن ہم اسکو دینا نہیں چاہتے ہمیں اپنی کمزوریوں پر زیادہ ناز ہے جب ہم دعا مانگتے ہیں تو دل کے ایک حصہ میں پرانی انسانیت کو چھپا رکھتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس سے مانگ نہیں سکتے۔ خداوند ہم سے دل مانگتا ہے اور جب ہم پورا دل دیویں تو وہ ضرور ہمیں بینائی دیگا۔

پادری سنی صاحب کا یہ دوسرا وزٹ تھا [illegible] سال میں آپ کا پیغام یہ تھا کہ ہم مسیح کو اپنا بادشاہ قبول کریں۔ اس دفعہ علاقہ میں کام کرنے کے بعد اتوار کو وعظ کیا۔ آپ کا مضمون یہ تھا "خدا نے انسان کو اپنی صورت پر پیدا کیا۔" سبحان اللہ بیان کیا تھا لفظ لفظ تیر کی طرح دل کو چھیدتا تھا۔ خدا کرے کہ ہم اپنی بگڑی سیرت کو اس کے فضل و رحم سے بحال کریں۔

ان عُلماء کے بڑے بزرگوں میں سے پادری رحمت مسیح واعظ بھی شامل تھے۔ جب پہلے پہلے انکا نام سُنا تو خیال پیدا ہُوا کہ کہیں ہنسی میں ہی ہفتہ نہ گزر جائے۔ کیونکہ آنجناب کا مسخرہ پن مشہور ہے لیکن نہیں آپ نے باوجود بڑھاپے کے ہر روز ۱۱ بجے گاؤں کا رُخ کیا اور ہر روز پانچ چھ میل سفر کرنے کے بعد دیہاتی مسیحیوں کو نصیحت دی اور حیرانی اس امر سے ہے کہ شکایت تک نہ کی حالانکہ ہمارے نوجوان پادری ایک دن کی نصیحت کے لئے دو یوم کی تیاری طلب کرتے ہیں۔ واعظ صاحب نے یکم فروری کو نارووال میں ۳۰۰ اشخاص کو درس دیا اور اس جماعت میں مختلف قسم کے لوگ تعلیم یافتہ اور ان پڑھ بچے بڈھے شامل تھے۔ آپ نے حقیقی انگور کی تفسیر کی۔ حقیقت یہ ہے کہ صرف حقیقی تجربہ ہی زبان کو منجئی عالم کی حمد و ثنا میں متحرک کرتا ہے۔ اور وعظ سے یہ بات صاف ٹپکتی تھی۔ آپ نے بتایا کہ حقیقی انگور وہ ہے جس میں کوئی ایسا حصہ نہیں کہ وہ پھینکا جائے۔ جو مکمل غذا ہو۔ جو اپنی ذات میں مزیدار۔ مقوی اور مفرح ہو۔ خدا ہم سے جو کہ اس حقیقی انگور کے درخت کی شاخیں ہیں۔ یہ پھل طلب کرتا ہے۔ خدا تعالےٰ کو میٹھے انگور کی امید ہے۔ لیکن ہم کھٹے انگور دیتے ہیں۔ اس نے اپنے باغ کے لئے سب کچھ کیا۔ لیکن جنگلی انگور پیش کرتے ہیں اور سچ تو یہ ہے کہ آپ کی پُرجوش تقریر نے سب کو محو کر رکھا تھا۔ ہاں آپ نے بچوں کو سمجھانے کے لئے ایک پھول ٹہنی سمیت ایک پودے سے اُتار رکھا تھا اور بتایا کہ ایسا پھول دو تین دن تک پانی کے چھینٹوں سے سرسبز رہ سکتا ہے کیونکہ درخت سے الگ ہے۔ اور اس لئے ضرور سوکھ جائیگا۔ کہیں ہمارا یہ تو حال نہیں کہ ہفتہ بھر کے وعظ اور نصیحت ایک الگ شدہ شاخ پر چھینٹوں کی طرح ہو رہے ہیں۔ اور اگر ہم میں یہ خواہش ہی نہیں کہ حیات ابدی کے درخت سے پیوست ہو جائیں تو یہ وعظ بالکل فضول ہیں اور بزرگوں کی محنت صرف اسی حالت میں پھلدار ہوگی کہ ہم اپنی مکروہ حرکات کو جس کا ذکر مسٹر ایم۔ ایل۔ رلیا رام کے مضمون میں پڑھا ہوگا خدا کے مدد فضل سے درست کریں اور صرف اسی حالت میں ہماری زندگی ہمارے پڑوسیوں کے مزیدار۔ مقوی اور مفرح ہوگی۔

خدا انہیں سلامت رکھے اور اپنی خدمت کے لئے ہمت و طاقت بخشے۔ آپ کا مضمون نہایت سنجیدہ اور ایسے جوش و خوش الحانی سے ادا ہُوا کہ میرے اور دیگر احباب کے خیالات باطل نکلے۔

خاکسار۔ این۔ کے سرکار۔

پادری بھکاری لال صاحب کا لکچر

جو تاریخ ۲۳ نومبر شام کے وقت فرخ آباد کے گرجے میں دیا گیا

مضمون۔ نجات

۱۔ لکچر کے آغاز میں پادری صاحب نے دو مثالوں سے انسان کی مایوسی و لاچارگی نجات کے حق میں دکھلائی۔ پہلی مثال ایک مسافر ہے جو ایک خوشنما راستہ پر سفر کرتا کرتا اچانک ایک سنسان ویران ریگستان میں داخل ہوتا ہے۔ اور وہاں بالکل شش و پنج میں پڑ جاتا ہے۔ نہیں جانتا کہ کدھر جائے اور کدھر نہ جائے۔ ایک بالکل مایوسی کے عالم میں پڑ جاتا۔ دوسری مثال۔ ایک مسافر کو سفر کرتے کرتے سخت پیاس لگتی ہے۔ آس پاس کہیں نہ کوئی کنواں ہے نہ کوئی دریا اور نہ کوئی تالاب۔

پیاس سے بیتاب ہے۔ اتنے میں ایک شخص آتا ہے اور اُسے ایک کنوئیں کی خبر دیتا ہے۔ جو آگے راہ پر ہے۔ خون جگر پیکار دہت کرکے وہاں تک پہنچتا ہے۔ پانی کنوئے میں بھرا ہوا ہے۔ لیکن لوٹا ڈور پاس نہیں ہے۔ اور کوئی دوسرا شخص موجود نہیں ہے جو بھر کے پلائے۔ پانی کو دیکھ کر پیاس اور بھی زیادہ ستاتی ہے۔ نہایت مایوسی کی حالت میں ہوتا ہے۔ اور آخر کر پیاس سے دم دیدیتا ہے۔

۳۔ مذہب کتنے ہی اچھے کیوں نہوں اور ان کے اصول قانون و قواعد کیسے ہی بے نقص کیوں نہوں۔ اگر وہ انسان کو نجات دلانے میں قاصر ہیں تو بالکل بے کار ہیں جیسا کہ ان مثالوں سے صاف ظاہر ہے جنکا میں نے ابھی ذکر کیا۔

۳۔ ہم نجات کی اہمیت کا احساس کیونکر کرتے ہیں نجات کی اہمیت کا احساس دو احساسات سے ہوتا ہے۔ اول کہ انسان گناہ کی قباحت کو محسوس کرے۔ مگر افسوس ہے کہ ہم اس قباحت کو محسوس نہیں کرے اگر کوئی انسان ... اس قباحت کو دیکھتے تو نجات کے معاملے میں ہرگز اس قدر بے اعتنائی نہ دکھاتے بلکہ اسے حاصل کرنے ہر طریقے پر کوشاں رہتے۔ پولوس رسول نے اس قباحت کو محسوس کیا۔ جس کا اظہار انہوں نے یوں کیا ہے۔ جب میں نیکی کرنا چاہتا ہوں تو بدی مجھ سے سرزد ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں مکتی کے حصول کی ہر طرح سے کوشش کی گئی لیکن گناہ کی قباحت کی وجہ سے قابل اطمینان انجام تک نہ پہنچے۔

۴۔ دوسری بات جس کے احساس میں بھی ہم قاصر ہیں وہ خداوند تعالیٰ کی کامل پاکیزگی ہے۔ یسعیاہ نبی نے رویا میں خداوند کی پاکی کا ظہور دیکھا اور اپنی ناپاکی سے چونک کر اور گھبرا کر بولا کہ ہائے میں کیسا ناپاک شخص ہوں۔ بسناتن دھرم بھائی مجھے معاف کرینگے اگر میں کہوں کہ انہوں نے خدا کی صورت کو بدل دیا ... ... کیا اس کا ذکر نہیں ملتا۔ کر دیوتاؤں نے ناجائز حرکتیں کیں اور دیوں اور دیویوں کے بے شمار نمونے ہوگئے۔ ایسی حالت میں ... ہم خدا کی پاکیزگی کو نہیں دیکھ سکتے۔ اپنی گنہگاری کو اور اسی لئے ہم نجات کی اہمیت کو بھی محسوس نہیں کرسکتے ہیں۔

۵۔ نجات کیا ہے۔ مسیحی نکتۂ خیال سے نجات کے معمولی معنی چھٹکارہ ہے۔ یعنی کسی سزا یا آنے والی آفت سے رہائی۔ اور اگر بہ نگاہ عمیق دیکھا جائے تو اس کے معنی ابدی سزا سے چھوٹ جانا۔ یعنی گناہ کی قباحت و سزا سے آزادی

۶۔ گناہ کی سزا دو قسم کی ہوتی ہے۔ اول وہ سزا جو ہم کو ہر گناہ و خطا کی خدا سے ملیگی۔ خدا اپنے عدل کے مطابق ہمیں ہمارے کئے ہوئے کی سزا و جزا ضرور دیگا۔

دوسری وہ سزا ہے جو گناہ خود دیتا ہے۔ یعنی وہ کاوش و تکلیف جو روح کو اسی عالم میں بہ باعث اپنے بدفعلوں کے ہوتی ہے۔ اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں کہ لوگوں نے اسی کاوش کی وجہ سے خودکشی کر ڈالی۔ اب آپ خیال کرسکتے ہیں کہ گناہ قبیح سے قبیح شے ہے۔ جو ہم کو خدا سے دور رکھتا ہے۔ اور نجات سے محروم رکھتا ہے۔ کیونکہ یہ نجات کی ضد ہے۔

اب نجات کی تعریف یوں ہوسکتی ہے کہ نجات

۱۔ چھٹکارا ہے۔

۲۔ آنے والے خطرہ سے بچنا ہے۔

۳۔ ضمیر کی کاوش سے اطمینان پانا ہے۔

۴۔ گناہ سے کامل آزادی اور ہمیشہ کی زندگی پانا ہے۔

اب ذرا غور فرمایئے کہ آیا مذہب عیسوی وہ نجات جس کا ابھی ذکر ہوا انسان کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ میں یہ کہونگا بے شک بے شبہ دے سکتا ہے بلکہ نجات دینے کا ذمہ لیتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے کہ کتاب مقدس کیا فرماتی ہے۔

۱۔ کیونکہ خدا نے جہان کو ایسا پیار کیا کہ اس نے اپنا اکلوتا بیٹا بخشا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔

۲۔ اے سب پیاسو پانی پاس آؤ۔

۳۔ اے تم جو تھکے اور ماندہ ہو۔

۴۔ آؤ سب کچھ تیار ہے۔

۵۔ جو میرے پاس آتا میں اُسے ہرگز نکال نہ دونگا۔

یہ چند آیات مثالاً پیش کی ہیں۔ ویسے تو بائبل مقدس میں شروع سے آخر تک نجات ہی نجات کا بیان پایا جاتا ہے۔ اور اگر مسیحی مذہب میں اور کوئی خوبی نہ ہوتی تو صرف یہی کافی ہوتی۔ لیکن خدا کے فضل سے اس میں اور باتیں بھی افراط سے ہیں اور اگر مسیحی دین کا کسی بات پر فخر ہے تو اسی نجات کی تعلیم پر ہے۔

آخر میں ہم اس پر غور کرینگے کہ نجات ملنے یا پانے کا طریقہ کیا ہے۔ نجات کیونکر ملا کرتی ہے۔ اس کے سمجھنے کے لئے پہلے دو باتوں کا سمجھنا ضروری ہے۔ اول یہ کہ نجات خدا کی مفت بخشش ہے۔ لکھا ہے کہ وہ ناراستوں کو راستباز ٹھہراتا ہے۔ دوسرے یہ کہ ہر غرض و مقصد کے حاصل کرنے کے واسطے وسیلہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ وسیلہ یسوع مسیح ہے جو ہمارے گناہوں کی سزا اپنے اوپر لیکر ہماری نجات کرتا ہے۔ ان دو باتوں کے ساتھ ایک تیسری بات اور ہے اور وہ ایک شرط ہے جس کا نجات کے لئے پورا کرنا نہایت لازمی ہے۔ یہ شرط ایمان کی شرط ہے۔ ایمان مثال کے طور پر خدا کا وہ ہاتھ ہے جس سے ہم اس کی بخشش کو قبول کرلیتے ہیں

جو کچھ کہا گیا زیادہ تر دماغی بحث تھی۔ اور سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس نجات کا کوئی کھلا ہوا ثبوت بھی ہے

جس سے نجات کی تاثیر کا شبہ ہو سکے۔ اس کے ثبوت میں ہم یہ نشان پیش کرتے ہیں جو عیسائیوں میں کم و بیش ضرور پائے جاتے ہیں۔

نجات کے نشان

۱۔ دلی اطمینان

۲۔ سدا قائم آسودگی۔

۳۔ نجات کے باعث شکرگذاری نہ صرف الفاظ سے بلکہ عمل سے بھی۔

۴۔ خدا کی خدمت یعنی اُس کی پوری پوری پیروی۔

فیض آباد وسلیین مشن کی سرگذشت

جنوری، فیاضت ۱۳ وسلیین مشن سنڈ فیض آباد میں پادری گرد صاحب کے بنگلہ پر فراہم ہوئی سنڈ کو خداوند خدا نے برکتوں سے مالامال کر کے اپنے لوگوں کے دلوں میں از سرنو انتظام کرنے کی ترغیب دی۔ علاوہ اور کاموں کے تبدیلیاں بھی وقوع میں آئیں۔ تاکہ خدا کی بادشاہت پھیلانے میں زندہ ایمان سے اپنے بُلانے والے کی مرضی پوری کریں۔ پادری اسپوز صاحب چیرمین سنڈ غازی پور سے بنارس تبدیل ہوئے اور پادری سنڈرسن صاحب اکبرپور سے غازی پور۔ چونکہ ایک یوروپین پادری کی کمی ہونے سے اکبرپور کا بنگلہ چند روز کے لئے خالی رہا۔ تاہم پادری گرد صاحب فیض آباد سے اکبرپور سرکٹ کا کام انجام دینگے اور پادری فرگسن تنالگنج سے بنارس اور پادری سعادت اللہ بنارس رہتے ہوئے مغلسرائے کا کام انجام دینگے اور پادری ٹامس سنگ مغلسرائے سے فیض آباد کے پاسٹر رہے اور پادری جان ڈیوڈ فیض آباد سے سید پور غازی پور سرکٹ کو گئے۔ اور پادری ڈیوڈ سید پور سے اکبرپور۔ اور بابو فتح بہادر فیض آباد چرک سے مغلسرائے گئے۔ اور بابو ابراہیم اکبرپور سے فیض آباد صدر میں آئے۔ اور بابو منجی لال صدر سے اکبرپور سرکٹ۔ اور بابو سکندر اکبرپور سے اعظمگڈھ سرکٹ میو کو گئے اور بابو بالچے میو سے شاہگنج آئے۔ اور بابو چندر کا پرشاد اجودھیا سے فیض آباد چوک کے لائبریرین ہوئے۔ اور راقم جلال پور سے اجودھیا آیا اور بابو اصحاق جلال پور رکھے گئے۔ غرضیکہ ۳ مارچ تک سب اپنے اپنے مقام پر پہنچ گئے۔ امید ہے کہ اس بڑے انتظام اور کام پر خداوند کی برکت نازل ہو کر برومند ہو۔

راقم۔ پرتھوی لعل۔ اجودھیا۔
ضلع فیض آباد

سرگذشت اجودھیا

اجودھیا کی حالت ناظرین سے پوشیدہ نہیں ہے۔ تاہم چند باتیں پیش نظر ہیں۔ مقام مذکورہ ہنود کی متبرک جگہ دیرینہ گاہ ہے۔ روز بروز یاتری دور دراز سے آتے ہیں۔ یہاں بڑے بڑے مندر و مکان سادھو مہنت بیراگی پنڈا پجاری وغیرہ پائے جاتے ہیں۔ مگر ان کی اخلاقی حالت تسلی بخش نہیں ہے۔ . .

. . . .

راقم ایک روز ہنومان گڑھی کی طرف جا رہا تھا راہ بازار میں ایک مہنت معہ اپنے چیلوں کے ایک دوکان میں غپ شپ اُڑا رہے تھے۔ میں بھی جا کھڑا ہوا۔ مجھ کو دیکھ کر مہنت نے حال . . . دریافت کیا۔ دوران گفتگو میں اُس نے کہا تُم نے بُرا کیا۔ کایستھ ہو کر باپ دادوں کا دھرم چھوڑ کر عیسائی دھرم گرہن کیا۔ بہت ہی بُرا کیا۔ وغیرہ وغیرہ؟

(ج) سادھو جی آپ نے عیسائی دھرم سمجھا نہیں۔ عیسائی دھرم چال چلن اور من کی پوترتا سے جیون تبت کرنے کو بتلاتا ہے۔ پہلی بات یہ کہ پرمیشور میں کوئی بھید نہیں۔ کیونکہ وہ سب کا سرجن ہار اور پالن ہار ہے جو کہ سب مانتے ہیں۔ اب رہا بھید صرف گرو میں۔ گوسائیں جی نے کہا ہے۔ ہرتن سکھ دھن خوک نہ رہیں۔ سو گرو گھور نرک میں پڑھیں۔ اب بچار کیجئے ہم کو ایسے گرو کی ضرورت نہیں جو دھن ہر لیوے اور شوک نہ ہرے۔ بلکہ اس گرو کی ضرورت ہے۔ جو سکھ دھن دیوے۔ اور پاپوں کا شوک ہر لیوے سب منش مانتے ہیں کہ ہم پاپی ہیں۔ جیسے کسی نے کہا ہے۔ پاپ او ھنگ پاپ کرم ھنگ پاپ اتما پاپ شمبھو ترا ہی ماپونڈری کاکش سرب پاپنگ ہر و ممبہ۔ یعنے جنم کرم اور اتما پاپ میں ڈوبا ہوا ہے۔ پھر بھی آتما سرب ورتی پرمیشور کو پکارتا ہے کہ میرے پاپوں کو ہرن کر اس سے نشپاپ گرو ہونا چاہئے تاکہ منشوں کے لئے پرایسچت ہو کر مرتن جی کے دوارہ مکتی دان پردان کر کے سورگ لوگ پہنچا دے۔ ایسا گرو کیول یسوع مسیح ہے جو اپنے پن کے دوارہ مکتی بھگتی دینے کو تیار ہیں۔ پھر بھی گوسائیں جی نے کہا ہے۔ یہ سب بابا کا پریوارا۔ پربل امت کو رنے پارا شیو ختورانن جا ہے ڈراہیں۔ اور جیو کہے لیکھے ماہیں۔ کیا آپ اس چوپائے کو مانتے ہیں۔ مہنت نے کہا یہ سب سچ ہے۔ تھوڑی دیر کے لئے مان لیتے ہیں اگرچہ باپ دادوں کے دھرم میں کچھ غلطی ہے تو کیا اس کو چھوڑ کے کرشٹ دھرم میں چلے جاویں۔ نہیں بلکہ اس میں رہ کر مکتی پراپت کر سکتے ہیں۔

(ج) سادھو جی انصبرج کی بات ہے۔ جب آپ کسی دریا پار جانا چاہتے ہیں تو ایک مضبوط نوکا دیکھ کر سوار ہوتے ہیں تاکہ منجدھار سے صحیح وسلامت پار ہو جاویں اور اگر ٹوٹی ناؤ ہے۔

تو ڈوب جانے کا ڈر ہے۔ سب منش پاپ کے سمندر میں ڈوب رہے ہیں۔ بھوساگر سے نکلنے کی کوشش تو کرتے ہیں مگر جیسے آپ نے کہا کہ پاپ واد دل کے دھرم میں غلطی ہے تو بھوساگر سے پار ہونا کٹھن ہے۔ کیونکہ اُس نوکا میں سوراخ ہے۔ پرنتو ایشور نے دیا کر کے منشوں کو ایک اٹنک نوکا دیا ہے وہ یسوع مسیح ہے۔ جس نے اپنے بلدان کی رسی بھوساگر میں ڈال دیا ہے۔ جو کوئی بسواس سے گرہن کرتا ہے وہ سورگ کا ادھیکاری ہوگا۔ آپ نے کہا میں نے بڑا سیا۔ بُرائی وہ ہے یعنے جھوٹھ بولنا۔ فریب۔ ڈاہ۔ کپٹ۔ نندا۔ بیر۔ چغلی۔ چوری۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ گالی بکنا۔ شراب پینا۔ گانجہ بھانگ۔ دھتورا۔ افیون چرس۔ مدک۔ بت پرستی اور ناچ۔ رنگ لیلا وغیرہ۔ لیکن ایشور بھگت ہونے کے لئے پربھو یسوع نے کہا ہے کہ آتما میں انوراگی ہو کر بھگتی میں بڑھتے ہوئے میرے شرن میں جیون بتاؤ۔ اتنے میں مہنت اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا پھر کہیں بات کرینگے۔ علاوہ بریں ایک اور سادھو کی کُٹیا پر گیا۔ سادھو نے بڑے آدر بھاؤ سے بٹھایا۔ دوران گفتگو میں راقم نے کہا۔ سادھو جی دل چاہتا ہے ایک بھجن گاؤں۔ سادھو نے کہا اس سے بہتر کیا ہے۔ آنانہ بیچل کیوں جنم گنواؤ۔ چیتن مُرتی پائے وغیرہ۔ بعد اختتام سادھو نے اعتراض کیا اور کہا ہمارے رشی منی برہما بشن مہیش رام کرشن جو پرمیشور کی اوتار ہیں ہم اُن کے دوارہ برہم کو پا سکتے ہیں۔ پھر یسوع مسیح کی کیا ضرورت ہے۔

(ج) سادھو جی ست جگ دواپر ترتیا بیت گیا۔ اب یہ جگ کلجگ کے نام سے کہیاتا ہے۔ اس جگ میں نش کلنک اوتار یسوع مسیح کا ہے۔ جو اٹنک سورج ہو کر منشوں کو دھرم مارگ پر چلنے کی شکتی دیتے ہیں۔ یسوع مسیح نے کہا ہے تو پرمیشور اپنے ایشور کو اپنے سارے من ساری بدھی۔ ساری شکتی سے پریم کر۔ اور اپنے سمان اپنے پڑوسی کا آدر کر۔ یہ ایک اٹنک زنجیر ہے جس میں بہت کچھ بھید ہے۔ جس میں تین باتیں یعنے گیان مارگ دھبگتی مارگ اور کرم مارگ پائے جاتے ہیں۔ اور یہ کہ میں ہی مارگ اور جیون اور ست ہوں۔ بنا میرے دوارہ کوئی پتا پاس نہیں جا سکتا۔ ہمارے زمانہ میں وکٹوریا مہارانی نے راج کیا۔ اُن کے بعد اڈیورڈ ہفتم نے راج کیا۔ جو قانون و قاعدہ وکٹوریا کا تھا وہی بادشاہ نے جاری رکھا۔ ان کے بعد بادشاہ جارج پنجم راج کرتے ہیں۔ وہی قانون جو پہلے تھا اب بھی ہم سب مانتے ہیں۔ سو پرمیشور نے سب منشوں کی مکتی کے لئے ایک ہی قانون شروع سے ٹھہرایا ہے۔ جس پر چل کر مکتی پراپت کر سکتے ہیں دیکھنے میں آتا ہے یعنے ایک سورج اور ایک چاند اور ایک زمین اور ایک آسمان اور ایک ہی طرح سب کی پیدائش اور ایک ہی قسم کا دُکھ اور سُکھ اور ایک ہی موت اور ایک سورگ اور ایک ہی نرک اور ایک پرمیشور ہے سو ایک ہی راستہ پرمیشور کے پاس پہنچنے کا بھی ہے۔ اور وہ یسوع مسیح ہے۔ سادھو نے کہا۔ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ لیکن پرچار کرنے کا وقت ہو گیا پھر کبھی آئیے تو اسکے بارے میں بات چیت ہوگی۔ تب میں نے سادھو کو ایک پرچہ بھگتی مارگ کا دیکر خدا کا شکر کرتا ہوا چلا آیا۔ ناظرین سے التماس ہے کہ اپنی دعاؤں میں اس جگہ کو یاد فرماتے رہا کرینگے کہ خدا باپ کا جلال ظاہر ہو۔

راقم۔ پرتھوی لعل از اجودھیا
ضلع فیض آباد۔

نور افشاں کو قلمی امداد سے فراموش نہ کیجئے۔

خبریں

دہلی ۲۳ مارچ۔ معلوم ہوا ہے کہ ہز اکسلنسی لارڈ لٹن ۱۰ اپریل کو بطور وئسرائے ہند و ایکٹنگ گورنر جنرل سر شادی لال چیف جسٹس پنجاب کے سامنے حلف اُٹھائینگے۔ قانون کی رو سے یہ لازمی ہے کہ وئسرائے ایک چیف جسٹس کے سامنے ہی حلف اٹھائے۔ اور چونکہ دہلی ابھی تک پنجاب ہائیکورٹ کے دائرہ اختیارات میں ہے۔ اس واسطے یہ پنجاب کے لئے ایک بے نظیر موقعہ ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے کسی بھی وئسرائے نے اس صوبہ کے چیف جسٹس کے سامنے حلف نہیں اُٹھایا۔ یہ امر کہ سر شادی لال چیف جسٹس پنجاب ہندوستانی ہیں۔ نہایت دلچسپی رکھتا ہے۔ کیونکہ تاریخ میں یہ پہلا وقت ہے جب تاج برطانیہ کے ایک ہندوستانی ملازم کے سامنے حلف اُٹھایا جا رہا ہے۔

(بندے ماترم)

لندن ۱۹ مارچ۔ ہوس آف کامنز میں مسٹر لینسبری کے سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر چیمبرلین نے کہا کہ گزشتہ ماہ اکتوبر میں سوڈان کے فسادات کے سلسلہ میں ۴۹ گرفتار شدہ اشخاص پر سوڈانی قانون کے مطابق الزامات لگائے گئے تھے اور ۱۲۵ اشخاص جو تقریباً سب کے سب سوڈان گورنمنٹ کے ملازم تھے مصر کو واپس بھیج دیئے گئے۔ کیونکہ سوڈان میں اُن کی حاضری خطرناک تھی ان افسران کو ان کی ضمانت کے معاہدوں کے مطابق خارج کیا گیا تھا اور جس شخص کو جتنی گریجوایٹی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور پنشن کا حق تھا وہ اُسے دی گئی تھی۔ اور اگر قانونی عدالت کے سامنے انہیں پیش کیا جاتا تو وہ اُسکے مستحق ہوتے (ر)

لنڈن ۔ ۲۳ مارچ معلوم ہوتا ہے کہ مصر میں عام شورش اور بے چینی کا آغاز ہونے والا ہے ۔ پارلیمنٹ کا افتتاح ایسے وقت پر ہوا ہے ۔ جب نہ یہ پتہ ہے کہ مختلف پارٹیوں کی پارلیمنٹ میں کیا طاقت ہوگی اور نہ مستقبل کے متعلق کوئی پیشین گوئی کی جاسکتی ۔ گورنمنٹ کو یقین ہے کہ یہ اپنے حق میں اعتماد کا ووٹ حاصل کریگی ۔ لیکن اگر ایسا نہ ہوا اور زاغلول کی پارٹی کی چالوں سے مزاحمت شروع ہوگی تو پارلیمنٹ توڑ دی جائیگی ۔ (ر)

لنڈن ۲۳ مارچ ۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم برلن رقمطراز ہے کہ جرمن قوم پرست خوش ہیں کہ ہر سٹریسمین اپنے مقصد میں یعنی یوروپین اقوام میں سمجھوتہ کرانے میں ناکامیاب رہا ہے ۔ قوم پرست وزراء نے ہر سٹریسمین کی خارجی پالیسی کی مکمل مخالفت کا فیصلہ کیا ہے ۔ قوم پرست نہ صرف معاہدہ کے مخالف ہیں ۔ بلکہ وہ جرمنی کو لیگ اقوام میں شامل بھی نہیں ہونے دینا چاہتے ۔ ان کا بیان ہے جب تک لیگ معاہدہ صلح کی حامی ہے ہم اس میں شامل نہیں ہو سکتے ۔ اس سے موجودہ گفت وشنید کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہے ۔ (ر)

لنڈن ۲۳ مارچ ۔ بڑی بڑی طاقتوں کے اس فیصلہ سے کہ سفرا مستقل رہائش قسطنطنیہ میں رکھیں ترکوں میں بڑی ناراضگی پیدا ہوئی ہے ۔ اور وہ مطالبہ کرتے ہیں کہ سفرا ہمیشہ کے لئے انگورہ میں قیام کیا کریں ۔ اخبار ٹائمز کا نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ رقمطراز ہے کہ اتحادیوں کو اس امر کے متعلق ایک مراسلہ بھیجا گیا ہے ۔ جس میں درج ہے کہ یہ بین الاقوامی قانون وادب ہے کہ سفرا ہمیشہ دارالخلافہ میں حاضر رہا کریں اور ٹرکی کے متعلق اس قانون ورسم میں ترمیم کی کوئی وجہ نہیں ۔ اس امر کی یاددہانی بھی کرائی گئی ہے ۔ کہ ان طاقتوں کو انگورہ میں سفارتخانے تعمیر کرانے کے لئے کچھ سہولتیں بھی بہم پہنچائی گئی ہیں ۔ یہ بھی درج ہے کہ یہ کہنا ناممکن ہے کہ کب تک ترکی دفتر خارجہ قسطنطنیہ میں رہیگا ۔ (ر)

برلن ۲۳ مارچ ۔ جرمن صدارت کے لئے ساتوں پارٹیوں نے اپنے اپنے امیدوار کھڑے کر دیئے ہیں ۔ اور ۲۹ مارچ کو ان کا باہم مقابلہ ہوگا ۔ (ر)

قسطنطنیہ ۔ کل مجلس ملیہ نے مذہبی تعلیم کو جاری کرنے کے مسئلہ پر بحث ومباحثہ کیا ۔ وزیر اعظم فتحی بے نے اس تجویز کے متعلق فرمایا کہ حکومت کوشش کر رہی ہے اور اس کے ثبوت میں انہوں نے پیش کیا کہ حکومت نے قرآن مجید کے ترکی تراجم کی تجویز کو پسند کیا ہے اور خطبات جمعہ کو ترکی زبان میں کر دینے کا حکم دیدیا ہے ۔ مذہبی تعلیم کے شعبہ کو بھی دوسرے ملکی شعبہ جات کی طرح جدید طریقہ پر چلایا جائیگا ۔ انہوں نے اس بات پر اتفاق کا اظہار کیا کہ مساجد کے ساتھ جو مدرسے ہیں ان کے معلموں کے لئے ضروری ہے کہ مذہبی تعلیم کی سند بھی حاصل کریں ۔ موجودہ بجٹ میں گورنمنٹ نے ان کے وظائف کو بھی زیادہ کر دیا ہے ۔ (ر)

روک پیدا کر دو گے۔ ۔ ۔ ۔ کیا ہمارے ہی طرز عمل کی وجہ نہیں کہ ہزاروں کی تعداد میں مسلمان ولایت میں گئے ۔ ۔ ۔ وہاں جاکر نماز کا کوئی نام بھی نہیں لیتا۔" حوالہ مذکورۃ الصدر

ولائتی اسلام میں نماز ندارد

ولایت میں مرزا صاحب کے اِلکا

یوں تو احمدی صاحبان کا نامہ نگار ندہ وہاں سے بیٹھ کر ایک خط لکھتا ہے کہ فلاں انگریز مسلمان ہو گیا۔ جسے اُن کے لاہوری اخبار پیغام صلح اور اشاعت اسلام لمبے چوڑے عنوانات سے مزین کر کے درج کرتے ہیں۔ اور اس طرح ان لوگوں نے عام مسلمانوں پر ایک لطیف قسم کا عجیب اثر ڈالا ہے۔ اور یہ کہہ کر مرزا صاحب کی معرفت اسلام کا بول بالا ہوا ہزاروں روپے بیچارے ناواقف مسلمانوں کی جیبوں سے نکال لینے کی کوشش کی ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہاں مرزا صاحب کا نام لیا ہی نہیں جاتا چنانچہ خود اشاعت اسلام اقراری ہے کہ

"پھر اس شخص نے وہ رسالہ اُردو کا نکالا۔ اور اس کا ترجمہ لوگوں کو سنایا کہ خواجہ کمال الدین۔ قادیانی مرزا غلام احمد کے جو اپنے کو مسیحا کہتے تھے۔ اور ہمیشہ سے مرے معتقد ہیں۔ ان کو لوگ مسلمان ہی مانتے۔" اس لئے یہاں جو لوگ مسلمان ہوں وہ کہیں کے نہیں رہتے۔ ہندوستان کے مسلمان بھی ان کو مسلمان نہیں مانتے۔ اس نے لوگوں کو یہ بھی سنایا کہ خواجہ صاحب روپیہ جمع کر رہے ہیں۔ ۔ ۔ وہ بار بار کہتے کہ اس رسالہ کا کیا جواب ہے۔ ۔ وہ شخص بار بار خواجہ صاحب کے قادیانی ہونے کا ذکر کرتا رہا۔ تب میں نے کھڑے ہو کر کہا کہ میں تم کو اس بات کا چیلنج دیتا ہوں کہ تم ثابت کرو کہ میں مرزا غلام احمد کو مسیحا مانتا ہوں۔ اسلام میں سوال شخصیت کا نہیں۔ رسول اللہ نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ حضرت ابراہیم بھی مسلمان تھے۔ اس سے ودسٹ ٹپایا۔ تو کہنے لگا کہ مسلمان ہندوستان میں جوتا پہن کر نماز نہیں پڑھتے۔ یہاں یہ لوگ پڑھتے ہیں مولوی صاحب سمجھا کہ رسول اللہ نے خود جوتے کے ساتھ نماز پڑھی ہے۔ نماز میلے اور گندے جوتے کے ساتھ نہیں پڑھنی چاہئے اس نے کہا وہاں ہندوستان میں تو اس قدر احتیاط ہے کہ یورپین لوگ جب مسجد میں جائیں تو اُن کے جوتے کے اوپر سلیپر پہنا دیئے جاتے ہیں پھر اُس نے کہا کہ تم لوگ پورا اسلام یہاں کے لوگوں پر ظاہر نہیں کرتے تھا۔ (اشاعت اسلام نومبر ۱۹۱۶ء)

ولائتی مسلم بوٹ سمیت نماز پڑھتے ہیں

لارڈ ہیڈلے نے شراب پی لی

اشاعت اسلام جلد ۳ نمبر ۲ لکھتا ہے کہ

"جس قدر اخبار نویسوں نے لارڈ ہیڈلے کے اس واقع کو مشتہر کیا ہے۔ ان سب کی آخری تان یہیں آکر ٹوٹی ہے کہ خواجہ کمال الدین کے نومسلموں کا یہ حال ہے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اب موقع ملگیا ہے کہ خواجہ کمال الدین کی طرف سے لوگوں کو بدظن کر دیا جائے اور اس کے لئے یہ مصالحہ ہاتھ آگیا ہے کہ ایک شخص کہ جسے خواجہ صاحب نے مسلمان کیا تھا۔ شراب پی لی۔ ۔ ۔ ۔ تین چار سال ہو گئے کہ (مخالفوں کو) کوئی موقع نہ ملتا تھا۔ اب یہ موقع ہاتھ لگا ہے۔ ۔ ۔ لارڈ ہیڈلے نے شراب پی لی۔ تو کیا وہ مرتد ہو گیا؟ ۔ ۔ ۔ ۔ اے اسلام کے نام لیواؤ۔ دوسروں کے سامنے کیوں اپنی ذلت کراتے ہو۔" صفحہ ۶۱۔

کیا مرزا صاحب کے نام و کام سے ایک بیزار مسلمان بھی اس قسم کا اسلام ولایت میں جاری نہیں کر سکتا کہ وہ وہاں کے ملحدوں کا ہمخیال بنجائے اس میں قتل خنزیر کی کونسی بات ہو گئی۔ مرزا صاحب سے یہ خنزیر ہرگز قتل نہ ہونگے۔ مضمون طویل ہو چکا ہے۔ لہذا ختم۔ ورنہ ولائتی اسلام پر لکھنے کے لئے کافی سے زیادہ مصالحہ موجود ہے۔ کوئی سامنے آیا تو دیکھ لینگے۔

نعمان

ضروری اطلاع

قاصد کے ناظرین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ نیشنل مشنری سوسائٹی پنجاب برانچ کی سالانہ کانفرنس امسال بمقام فیروزپور ۲۸-۲۹-۳۰ تاریخ مارچ کو مسٹر ای۔ میاداس صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل کے مکان پر منعقد ہونی قرار پائی ہے۔ چونکہ کارکنان قاصد اُن دنوں کانفرنس میں مصروف ہونگے۔ اور لاہور سے غیر حاضر۔ لہذا مناسب سمجھا گیا کہ قاصد کے مارچ نمبر کی اشاعت ۵ تاریخ اپریل تک ملتوی کی جائے۔ امید ہے یہ اطلاع کافی سمجھی جائیگی۔ اور ناظرین انتظار میں نہ رہینگے۔

المشتہر

دی نزیڈ نجم الدین مینجر قاصد۔ ۲۵

وارث روڈ۔ لاہور

شراب اور اُس کا اثر انسانی جسم پر

گذشتہ سے پیوستہ

کیا الکوحل خوراک ہے؟

اب ہم یہ دیکھینگے کہ الکوحل جس کو ہم نے زہر کا نام دیا ہے کہاں تک خوراک کہلانے کا دعوے کر سکتا ہے۔

(الف) الکوحل گوشت بنانے والی چیز نہیں ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس میں نائٹروجن نہیں ہوتا۔ اور نیز اس میں کوئی اس قسم کا مادہ بھی نہیں ہوتا جس سے پٹھے نسیں یا دیگر کام کرنے والے عضو بن سکیں۔

(ب) الکوحل سے ہڈیاں۔ دانت اور بال بھی نہیں بن سکتے۔ کیونکہ اس میں دہاتی مادہ یا نمک نہیں ہوتا۔

(ج) الکوحل حرارت پیدا کرنے والا بھی نہیں ہو سکتا کیونکہ اگرچہ یہ جسم میں جلتا ہے۔ لیکن یہ جس قدر حرارت دیتا ہے اُس سے زیادہ حرارت کو خارج کرتا ہے۔ اُس کا حقیقی اثر یہ ہوتا ہے کہ آخرکار بدن زیادہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

(د) الکوحل پانی کا کام بھی نہیں دے سکتا۔ کیونکہ اُس میں وہ چیزیں ہیں جو پانی کے اجزا کے بالکل برعکس ہیں۔

ایک بڑے ڈاکٹر سر جی۔ ڈبلیو۔ رچرڈسن صاحب ایم۔ ڈی۔ ایف۔ آر۔ ایس صاحب کا قول ہے۔ کہ الکوحل میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے۔ جو جسم کے ضروری عضووں کو بنا سکے۔ پروفیسر صاحب فرماتے ہیں کہ الکوحل کسی صورت میں بھی خوراک نہیں کہی جا سکتی۔

الکوحل کا اثر پٹھوں پر

الکوحل پٹھوں کو کمزور کر دیتا ہے۔ اور اُن کے کام کرنے کی طاقت کو گھٹا دیتا ہے۔ کسی شرابی کی حالت میں یہ بات آسانی سے دیکھی جا سکتی ہے۔ وہ اِدھر اُدھر جھومتا ہے۔ اس کا سر اور کندھے آگے کی طرف جھکے جاتے ہیں۔ اور اس کی ٹانگیں اُس کو سنبھال نہیں سکتیں سبب اُس کا یہ ہوتا ہے کہ اُس کے پٹھے بے ترتیب ہو جاتے ہیں اور پٹھوں پر اُس کا اختیار نہیں رہتا۔ یہاں تک کہ وہ ٹھیک طور سے سیدھے نہیں رہ سکتے۔ آدمی کسی نالی میں گر پڑتا ہے اور ایسا بے بس اور لاچار ہو جاتا ہے کہ کبھی کبھی اُس کو اُٹھا کر لے جانا پڑتا ہے۔ الکوحل کے زیادہ مقدار میں پینے کا یہ نتیجہ ہوتا ہے۔ مگر تھوڑی مقدار میں پینے سے پٹھوں میں جو کمزوری پیدا ہو جاتی ہے وہ اُسی مقدار میں ہوتی ہے جس مقدار پر کہ الکوحل پیا جاتا ہے۔ (باقی آئندہ)

پریم داس

نور افشاں کے نئے خریدار دیجئے۔

اشتہار

اگر کسی صاحب کے پاس لائق فروخت یا پنجاب ریلجس بک ڈپو میں حسب ذیل کتب پرشین اُردو میں ہو ویں تو اُنکی قیمت سے اطلاع فرما کر سرفرازی بخشیں۔

کلید الکتاب۔ تواریخ کلیسیا مکمل (کمن)

تواریخ کلیسیا پنجم صدی تک۔ دین حق کی تحقیق مکمل۔

احوال میو دیاں۔ جارج برڈر صاحب کی نصیحتیں خطوط بنام جوانان ہند۔ تفصیل الکلام۔ آر یہ پیکچرس (ڈاکٹر کلارک و پادری کھڑک سنگھ) مسیحی تعلیم گرنتھ میں (یہ ایک چھوٹا سا رسالہ ہے) عہد جدید (جس کے بموجب کلید الکتاب لکھی گئی) بائبل ڈکشنری۔ رومن اُردو (Matter)

تفسیر مقدس انجیل متی مسول ۔ ڈاکٹر عماد الدین لاہز

تفسیر مقدس انجیل مرقس " "

تفسیر انجیل مقدس لوقا " "

تواریخ المسیح۔ مکمل " "

کمت مسیح۔ توریت میں مسیح۔ بزرگان زمانہ سلف

اور انگریزی میں

feasts & facts of the Church of England. by Nelson

نہالچند۔ بیرنگ ہائی سکول۔ ٹبالہ۔ ضلع گورداسپور

گورمکھی کتابیں

مرقس کی انجیل پر سوالات صفحہ ۸۴ - /ا

لوقا کی انجیل پر سوالات صفحہ ۸۰ - /ا

یوحنا کی انجیل پر سوالات صفحہ ۹۵ - /ا

رسولوں کے اعمال پر سوالات صفحہ ۱۱۲ - /ا

صبح دی نماز دے ویلے ورد سال بھر کے لئے

روزانہ صبح کی عبادت میں پڑھنے کے لئے ورد صفحہ ۱۸۹ - /۱۰

سکرٹری پنجاب ریلجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور

بیرنگ ہائی سکول ٹبالہ

یہ سکول عرصہ دراز سے مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے جاری ہے اور شہر سے تقریباً ایک میل باہر ایک پرفضا اور صحت افزا مقام پر واقع ہے۔ اس کے متعلق ہوادار بورڈنگ ہاؤس۔ خوشنما اور فراخ گرجا جس میں ان لڑکوں کے غسل کے لئے ایک خوش وضع تالاب اور عبادت کے لئے گرجا گھر جماعتوں کے لئے موزوں اور کافی کمرے ہیں۔ سکول کے ماسٹر صاحبان لائق اور اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چند لڑکوں کے داخل ہونے کی گنجائش ہے۔ لہٰذا اطلاع کیا جاتا ہے کہ داخل ہونے والے طلبا پتہ ذیل پر درخواستیں بھیجیں۔

المشتہر

پرنسپل بیرنگ ہائی سکول ٹبالہ ضلع گورداسپور

یونگ کرسچن ہائی سکول لودھیانہ

یہ بورڈنگ مسیحی لڑکوں کی دینی اور دنیوی تعلیم کے لئے بہت عرصے سے جاری ہے۔

مشن بورڈ نے ابتدائی تعلیم کو اعلیٰ اور مکمل بنانے کی غرض سے یکم اپریل ۱۹۱۳ء سے حصہ لوئر پرائمری کی تین جماعتیں ایک امریکن خاتون کی زیر نگرانی کر دی ہیں اس سے چھوٹے بچوں کی تعلیم کا انتظام بخوبی ہو گیا ہے۔ نرخ خرچ خوراک لوئر پرائمری تک فی طالبعلم پانچ روپیہ اپر پرائمری سے ہائی تک سات روپیہ۔

کلاس فیس سرکاری کا ۳/۴ ہے۔ متفرق اخراجات کے لئے ڈیڑھ روپیہ۔ کتابوں کی قیمت اور سٹیشنری اس کے علاوہ ہے۔

اس سکول میں ہر قسم کا فرنیچر مثلاً میز کرسی۔ الماری وغیرہ بھی تیار ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں جرکشا ماعہ سے بالعہ تک گرد کرول عہ سے عہ تک فروخت ہوتی ہیں مزید حالات پرنسپل صاحب سکول ہذا سے دریافت ہو سکتے ہیں۔

پادری ڈبلیو جے۔ کلارک صاحب ایم۔ اے منیجر نور افشاں ایمپرس روڈ لاہور کے لئے پنجابی پریس لاہور میں باہتمام لالہ دیوانچند صاحب پروپرائٹر چھپا۔